AL-HAYAT Research Journal
HJRS HEC Journal Recognition System
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 3 Issue 2 Jan-March 2026)

الاتقان فی علومِ القرآن"میں مباحثِ تصوف

Ṣūfī Discussions in "Al-Itqān fī Ulūm ul-Qurān"

Zabeh Ulllah
zabeh.2014055382@gcuf.edu.pk
ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Prof. Dr. Humayun Abbas
drhumayunabbas@gcuf.edu.pk
پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Muhammad Rizwan
rizwan.2020000604@gcuf.edu.pk
ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

The Holy Qur'an is an infinite ocean of knowledge, wisdom, and profound meanings. Since the time it was revealed to the Prophet, Muhammad ﷺ, scholars have continuously endeavored to unravel its truths, explore its concepts and applications, seek out its wonders and divine injunctions. Yet, to this day, no one has ever been able to claim that they have comprehended all the depths and dimensions of this boundless sea of wisdom. In the course of history, there are certain works that stand as definitive references in their respective fields. Al-Itqān fī Ulūm ul-Qurān is among such masterpieces. It is renowned for its remarkable comprehensiveness and encyclopedic character, encompassing the full spectrum of Qur'ānic sciences. Based upon and extracted from, synthesizing, all the major works that preceded it, the author produced a new and unparalleled composition a true phenomenal in the field. Although its central subject is Ulūm al-Qurān (the science of the Qurān), However, the author's inclination towards Taṣawwuf naturally found expression within it. Consequently, the work contains significant discussions related to Taṣawwuf, reflecting the author's spiritual insight alongside his scholarly rigor.

Keywords:*Al-Itqān fī Ulūm ul-Qurān, Ulūm al-Qurān, Taṣawwuf, divine injunctions*

قرآنِ مجید، علوم و معارف اور اسرار و معانی کا ایک بحرِ بے کراں ہے۔ اس کے حقائق و دقائق کی گرہ کشائی، مفاہیم و انطباقات کی تلاش اور اسرار و حکم کی جستجو کا سلسلہ تب سے جاری ہے جب سے نبی آخر الزماں محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ لیکن آج تک کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکا / نہ کر سکے گا کہ اس نے اس بحرِ علم و حکمت کی تمام گہرایوں اور گیرائیوں کو پالیا ہے، بلکہ حق تو یہ ہے کہ سب سیر اب ہوئے مگر قرآنی علوم کے بحرِ عمیق میں کمی کا شائبہ تک نہ ہوا۔ اپنوں، غیروں سب نے لکھا، لغات، بیان، معانی، بدیع، تاریخ، کلام، اصول، احکام اور دیگر بے شمار جہتوں سے قرآن کی

خدمت انجام دی گئی ہے۔ اس میں عرب و مصر، بلخ و نیشا پور، سمرقند و بخارا اور دنیا کے دوسرے بلاد و ممالک کے مصنفین اور اصحابِ علم نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس کتاب معجز سے خوشہ چینی کی، برصغیر پاک وہند کے علماء بھی اس کارِ عظیم میں ہر قدم پر ان کے دوش بہ دوش اور شانہ بہ شانہ رہے۔ کئی شخصیات نے نئے نئے پہلوؤں کو اجاگر کیا، ان سب شخصیات میں سے ایک امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں [1]۔ آپ کی تمام کتب معلومات و حقائق کا مرقع / علوم و معارف کا گنجینہ ہیں لیکن ان کی کتب میں جو شہرت اور مقبولیت "الاتقان فی علوم القرآن" کو حاصل ہوئی وہ ان کی کسی اور کتاب کو شاید ہی حاصل ہوئی۔

اس کتاب کی اہمیت و جامعیت کے بارے میں ابو عبدالرحمن فواز احمد زمرلی لکھتے:

وإنَّ مِنْ أَفْضَلَ وَأَجْمَع مَا كُتِبَ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ هُوَ كِتَابُ الْإِتْقَانِ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ لِلْإِمَامِ جَلَالُ الدِّيْن السُّيُوْطِي، فَقَدْ أَبْدَعَ فِيْهِ، وَمَلَأَهُ مِنْ دُرَرِ هٰذِهِ الْعُلُوْمِ أَفْضَلُهَا وَأَعْلَاهَا ، فَكَانَ دُرَّةٌ مَضِيْئَةٌ فِيْ هَذَا الْبَابِ۔ [2]

اور بے شک علوم القرآن پر لکھی گئی بہترین و جامع ترین کتب میں سے ایک امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی "الاتقان فی علوم القرآن" ہے۔ انہوں نے اس میں نہایت کمال کا مظاہرہ کیا ہے اور اسے علوم قرآنی کے انمول اور قیمتی موتیوں سے بھر دیا ہے، چنانچہ یہ اس موضوع میں ایک درخشاں گوہر ثابت ہوئی ہے۔

خاتمُ الحفّاظ نے دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ تصوف کے انتہائی دقیق مسائل، صوفیّہ کے افکار و نظریات پر ہونے والی تنقیدات کو افراط و تفریط سے بچتے ہوئے احادیث اور آیات کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ یہ تشریحات و توضیحات دیگر کتب کے علاوہ "الاتقان فی علوم القرآن" میں بھی موجود ہیں۔ اس مضمون میں متعدد عناوین کے تحت مضامینِ تصوف کو بیان کیا گیا ہے۔ ان عناوین میں، علمِ لدنی، کتبِ علمِ باطن / علمِ تصوف، علمِ وہبی، صوفیانہ اصطلاحات، تفسیرِ اشاری، طبِ روحانی، مستفاد کتبِ تصوف اور اسماء صوفیّہ مع مختصر تعارف، جن کے اقوال کو بطور سند لیا گیا ہے، شامل ہیں۔

1۔ علمِ لدنی:

سورۃ آل عمران کی آیات نمبر 7 اور 8 ملاحظہ فرمائیں:

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ، وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ، كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ [3]

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اِشتباہ ہے تو وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ (لوگوں میں) فتنہ پھیلانے کی غرض سے اور ان آیات کا (غلط) معنیٰ تلاش کرنے کے لئے ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں حالانکہ ان کا صحیح مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے کہ اس بارے میں اختلاف ہے، آیا متشابہ آیات کے علم پر آگاہ ہونا ممکن ہے یا اس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں؟ ان ہر دو اقوال کا سبب قوله تعالی وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کے بارے میں واقع ہونے والا اختلاف ہے۔ اس آیت کی نسبت دو خیال ہیں۔ ایک یہ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ معطوف ہے اور يَقُولُونَ اس کا حال واقع ہوا ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مبتدا ہے اور "يَقُولُونَ" اس کی خبر اور "وَالرَّاسِخُونَ" میں جو واؤ ہے وہ استینافیہ عاطفہ نہیں۔[4] اس اختلاف کو ذکر کرنے کے چند سطور بعد راسخون کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے:

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ لِإِتْيَانِ لَفْظِ الرُّسُوخِ لِأَنَّهُ لَا يَحْصُلُ إلا بعد التتبع الْعَامِّ وَالِاجْتِهَادِ الْبَلِيغِ فَإِذَا اسْتَقَامَ الْقَلْبُ عَلَى طُرُقِ الْإِرْشَادِ وَرَسْخَ قَدَمِ۔[5]

(اللہ تعالی نے) "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ" ارشاد فرمایا جس میں لفظ "رسوخ" استعمال فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رسوخ عام طور سے غور و تامل اور سخت کوشش کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے۔ لہذا جب قلب طُرقِ ارشاد پر ثابت قدم ہو جائے گا اور انسان کے قدم علم میں استوار ہو جائیں تو ایسا شخص حق بات کے سوا زبان سے اور کچھ نہ نکالے گا۔

پھر آیت کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ نے "وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَاب فرما کر اس کے ساتھ زائغین کی مذمت اور راسخین کی مدح فرمائی ہے۔ فرمایا:

قرآنِ مجید، علومُ و معارف اور اسرار و معانی کا ایک بحرِ بے کراں ہے۔ اس کے حقائق و دقائق کی گرہ کشائی، مفاہیم و انطباقات کی تلاش اور اسرار و حکم کی جستجو کا سلسلہ تب سے جاری ہے جب سے نبی آخر الزماں محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ لیکن آج تک کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکا / نہ کر سکے گا کہ اس نے اس بحرِ علم و حکمت کی تمام گہرایوں اور گیرائیوں کو پالیا ہے، بلکہ حق تو یہ ہے کہ سب سیر اب ہوئے مگر قرآنی علوم کے بحرِ عمیق میں کمی کا شائبہ تک نہ ہوا۔ اپنوں، غیروں سب نے لکھا، لغات، بیان، معانی، بدیع، تاریخ، کلام، اصول، احکام اور دیگر بے شمار جہتوں سے قرآن کی خدمت انجام دی گئی ہے۔ اس میں عرب و مصر، بلخ و نیشاپور، سمرقند و بخارا اور دنیا کے دوسرے بلاد و ممالک کے مصنفین اور اصحابِ علم نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس کتاب معجز سے خوشہ چینی کی، برصغیر پاک وہند کے علماء بھی اس کارِ عظیم میں ہر قدم پر ان کے دوش بہ دوش اور شانہ بہ شانہ رہے۔ کئی شخصیات نے نئے نئے پہلوؤں کو اجاگر کیا، ان سب شخصیات میں سے ایک امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں[6]۔ آپ کی تمام کتب معلومات و حقائق کا مرقع / علوم و معارف کا گنجینہ ہیں لیکن ان کی کتب میں جو شہرت اور مقبولیت "الاتقان فی علوم القرآن" کو حاصل ہوئی وہ ان کی کسی اور کتاب کو شاید ہی حاصل ہوئی۔

اس کتاب کی اہمیت و جامعیت کے بارے میں ابو عبدالرحمن فواز احمد زمرلی لکھتے:

وإِنَّ مِنْ أَفْضَلَ وَأَجْمَعَ مَا كُتِبَ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ هُوَ كِتَابُ الْإِتْقَانِ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ لِلْإِمَامِ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِي، فَقَدْ أَبْدَعَ فِيْهِ، وَمَلَأَهُ مِنْ دُرَرِ هٰذِهِ الْعُلُوْمِ أَفْضَلُهَا وَأَعْلَاهَا ، فَكَانَ دُرَّةٌ مَضِيْئَةٌ فِيْ هَذَا الْبَابِ۔ [7]

CC BY

اور بے شک علومُ القرآن پر لکھی گئی بہترین و جامع ترین کتب میں سے ایک امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی "الا تقان فی علوم القرآن" ہے۔ انہوں نے اس میں نہایت کمال کا مظاہرہ کیا ہے اور اسے علومِ قرآنی کے انمول اور قیمتی موتیوں سے بھر دیا ہے، چنانچہ یہ اس موضوع میں ایک درخشاں گوہر ثابت ہوئی ہے۔

خاتمُ الحفّاظ نے دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ تصوف کے انتہائی دقیق مسائل، صوفیہّ کے افکار و نظریات پر ہونے والی تنقیدات کو افراط و تفریط سے بچتے ہوئے احادیث اور آیات کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ یہ تشریحات و توضیحات دیگر کتب کے علاوہ "الاتقان فی علوم القرآن "میں بھی موجود ہیں۔ اس مضمون میں متعدد عناوین کے تحت مضامینِ تصوف کو بیان کیا گیا ہے۔ ان عناوین میں، علمِ لدنی، کتبِ علمِ باطن / علمِ تصوف، علمِ وہبی، صوفیانہ اصطلاحات، تفسیرِ اشاری، طبِ روحانی، مستفاد کتبِ تصوف اور اسماءِ صوفیہّ مع مختصر تعارف، جن کے اقوال کو بطورِ سند لیا گیا ہے، شامل ہیں۔

1۔ علمِ لدنی:

سورۃ آل عمران کی آیات نمبر 7 اور 8 ملاحظہ فرمائیں:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ، وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ، كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔[8]

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنیٰ رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اِشتباہ ہے تو وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ (لوگوں میں) فتنہ پھیلانے کی غرض سے اور ان آیات کا (غلط) معنیٰ تلاش کرنے کے لئے ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں حالانکہ ان کا صحیح مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے کہ اس بارے میں اختلاف ہے، آیا متشابہ آیات کے علم پر آگاہ ہونا ممکن ہے یا اس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں؟ ان ہر دو اقوال کا سبب قوله تعالى وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کے بارے میں واقع ہونے والا اختلاف ہے۔ اس آیت کی نسبت دو خیال ہیں۔ ایک یہ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ معطوف ہے اور يَقُولُونَ اس کا حال واقع ہوا ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مبتدا ہے اور "يَقُولُونَ" اس کی خبر اور "وَالرَّاسِخُونَ" میں جو واؤ ہے وہ استینافیہ عاطفہ نہیں۔[9] اس اختلاف کو ذکر کرنے کے چند سطور بعد راسخون کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے:

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ لِإِتْيَانِ لَفْظِ الرُّسُوخِ لِأَنَّهُ لَا يَحْصُلُ إِلا بعد التتبع الْعَامِّ وَالِاجْتِهَادِ الْبَلِيغِ فَإِذَا اسْتَقَامَ الْقَلْبُ عَلَى طُرُقِ الْإِرْشَادِ وَرَسَخَ قَدَمِ۔[10]

CC BY

(اللہ تعالی نے) "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ" ارشاد فرمایا جس میں لفظ "رسوخ" استعمال فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رسوخ عام طور سے غور و تامل اور سخت کوشش کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے۔ لہذا جب قلب طُرقِ ارشاد پر ثابت قدم ہو جائے گا اور انسان کے قدم علم میں استوار ہو جائیں تو ایسا شخص حق بات کے سوا زبان سے اور کچھ نہ نکالے گا۔

پھر آیت کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ نے "وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ فرما کر اس کے ساتھ زائغین کی مذمت اور راسخین کی مدح فرمائی ہے۔ فرمایا:

اس علم پر ممکنہ ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے: کوئی سوال کر سکتا کہ یہ علم حاصل ہونا ممکن بھی ہے یا نہیں؟ اگر ممکن ہے تو حصول کیسے ہو سکتا؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے، اس پر بطور دلیل علوم ُالقرآن پر ایک گوہر نایاب البرہان فی علومِ القرآن از امام زرکشی کی عبارت بطور حوالہ لاتے ہوئے لکھتے:

وَلَعَلَّكَ تَسْتَشْكِلُ عِلْمَ الْمَوْهِبَةِ وَتَقُولُ هَذَا شَيْءٌ لَيْسَ فِي قُدْرَةِ الْإِنْسَانِ وَلَيْسَ كَمَا ظَنَنْتُ مِنَ الْإِشْكَالِ وَالطَّرِيقُ فِي تَحْصِيلِهِ ارْتِكَابُ الْأَسْبَابِ الْمُوجِبَةِ لَهُ مِنَ الْعَمَلِ وَالزُّهْدِقَالَ فِي الْبُرْهَانِ :اعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَحْصُلُ لِلنَّاظِرِ فَهْمُ مَعَانِي الْوَحْيِ وَلَا يَظْهَرُ لَهُ أَسْرَارُهُ وَفِي قَلْبِهِ بِدْعَةٌ أَوْ كِبْرٌ أَوْ هَوًى أَوْ حُبُّ الدُّنْيَا أَوْ وَهُوَ مُصِرٌّ عَلَى ذَنْبٍ أَوْ غَيْرُ مُتَحَقِّقٍ بِالْإِيمَانِ أَوْ ضَعِيفُ التَّحْقِيقِ أَوْ يَعْتَمِدُ عَلَى قَوْلِ مُفَسِّرٍ لَيْسَ عِنْدَهُ عِلْمٌ أَوْ رَاجِعٌ إِلَى مَعْقُولِهِ وَهَذِهِ كُلُّهَا حُجُبٌ وَمَوَانِعُ بَعْضُهَا آكَدُ مِنْ بَعْضٍ. قُلْتُ :وَفِي هَذَا الْمَعْنَى قَوْلُهُ تَعَالَى سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: يَقُولُ أَنْزِعُ عَنْهُمْ فَهْمَ الْقُرْآنِ. أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ۔[11]

شاید کہ تم علمِ وہبی کا حصول مشکل امر قرار دو اور کہو کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی قدرت میں نہیں مگر یاد رکھو کہ تمہارا یہ گمان باطل ہے۔ علم وہبی ہمارے خیال کے مطابق مشکل نہیں ہے بلکہ اس کے حاصل کرنے کے چند طریقے ہیں جو یہ ہیں کہ ان اسباب کو اپنایا جائے جو کہ حصول علم موہبت کے موجب ہوتے ہیں یعنی عمل اور زہد کو اختیار کیا جائے۔ امام زرکشی اپنی کتاب البرہان میں لکھتے ہیں: "معلوم رہے کہ نظر کرنے والے شخص کو اس وقت تک معانی وحی کا فہم نہیں حاصل ہوتا اور اس پر اسرار وحی کا ظہور نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے دل میں کوئی بدعت یا غرور یا بے جا خواہش، یا دنیا کی الفت سمائی رہے، یا وہ کسی گناہ پر اصرار کرتا رہے، غیر تحقق الایمان ہو یا اس کا پایہ تحقیق کمزور ہو، یا وہ کسی ایسے مفسر کے قول پر اعتماد کرتا ہو جو بے علم ہے۔ یا وہ اپنی عقل کی رسائی کی جانب رجوع لائے۔ یہ تمام باتیں ایسے موانع اور حجابات ہیں کہ ان سے ایک دوسرے کی نسبت زیادہ شدید اور سخت رکاوٹیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قولہ تعالیٰ سَاَصْرِفُ عَنْ آیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اس معنی میں وارد ہوا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے اس کے بارے میں کہا ہے: "اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں ان لوگوں سے قرآن کی فہم سلب کر لیتا ہوں"۔ اس قول کو امام ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر کا فرمان حضرت عبد اللہ ابن عباس کے بارے پڑھنے والا ہے:

CC BY

وَأَخْرَجَ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ يسأله عن أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً فَفَتَقْنَاهُمَا فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فسله ثم تعال أخبرني فذهب فسأله فقال: كانت السموات رَتْقًا لَا تُمْطِرُ وَكَانَتِ الْأَرْضُ رَتْقًا لَا تُنْبِتُ فَفَتَقَ هَذِهِ بِالْمَطَرِ وَهَذِهِ بِالنَّبَاتِ فَرَجَعَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَقُولُ: مَا يُعْجِبُنِي جَرَاءَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ فَالْآنَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ أُوتِيَ عِلْمًا(من الله)۔[12]

" عبد اللہ بن دینار کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے ان سے سوال کیا" قولہ تعالیٰ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا" کے کیا معنی ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سائل سے کہا تم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پہلے اس کی نسبت دریافت کر آؤ تو پھر میرے پاس آنا اور جو جواب دیں مجھے بتانا۔ اس شخص نے جا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہی سوال کیا تو انہوں نے کہا: "آسمان بستہ تھے اور وہ مینہ نہیں برساتے تھے اور زمین بستہ تھی وہ روئید گیاں نہیں اگاتی تھی۔ اللہ پاک نے آسمانوں کو بارش کے اور زمین کو روئید گی کے ساتھ کشادہ کیا۔ یہ جواب سن کر وہ سائل ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس گیا اور ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا وہ قول سنا دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر فرمایا: میں کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرآن پر جرات کر بیٹھنے پر سخت تعجب آتا ہے مگر اب مجھ کو معلوم ہو گیا کہ بے شک ان کو من جانب اللہ ایک علم دیا گیا ہے۔"

یہ وہ علم لدنی ہے جو صحابہ کرام کو عطا ہو تا رہا اور ان کے بعد ان کے وارثین کو عطا ہو تا ہے۔

4۔ اصطلاحاتِ تصوف:

اس علمِ وہبی و علمِ لدنی کے ساتھ ہی ساتھ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسائل و اصطلاحاتِ تصوف کا ماخذ بھی قرآن و حدیث کو قرار دیتے ہوئے لکھتے کہ جیسے باقی علوم قرآن میں غوطہ زنی سے حاصل ہوتے ہیں ایسے ہی اصطلاحاتِ تصوف بھی ہیں جو صاحبان حقیقت و معرفت نے اخذ فرمائی ہیں۔ ان کے الفاظ میں:

وَنَظَرَ فِيهِ أَرْبَابُ الْإِشَارَاتِ وَأَصْحَابُ الْحَقِيقَةِ فَلَاحَ لَهُمْ مِنْ أَلْفَاظِهِ مَعَانٍ وَدَقَائِقُ جَعَلُوا لَهَا أَعْلَامًا اصْطَلَحُوا عَلَيْهَا مِثْلَ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ وَالْحُضُورِ وَالْخَوْفِ وَالْهَيْبَةِ وَالْأُنْسِ وَالْوَحْشَةِ وَالْقَبْضِ وَالْبَسْطِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ هَذِهِ الْفُنُونُ الَّتِي أَخَذَتْهَا الْمِلَّةُ الْإِسْلَامِيَّةُ مِنْهُ۔[13]

اربابِ اشارات اور اصحابُ الحقیقت (صوفیہ) نے قرآن میں غور و فکر فرمایا تو ان پر اس کے الفاظ سے بہت کچھ معانی اور باریکیاں نمایاں ہوئیں جن کے انہوں نے اصطلاح کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔ ان میں فناء وبقاء، حضور و خوف، ہیبت و انس وحشت اور قبض وبسط یا اس کے مانند فنون و اصطلاحات کا انتخاب اور استنباط شامل ہے۔

جس طائفۂ سعید نے اصطلاح کے اخذ میں قرآن کو مصدر بنایا۔ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ علم کے حقائق و دقائق کے لئے قرآن کے در کو چھوڑ کر کہیں اور سے حاصل کرنے جائیں گے؟

CC BY

5۔ تفسیرِ اشاری

وہ اشارات جو قلبِ مصفاء اور روحِ متجلیٰ پر وارد ہوتے ہیں ان اسرار و رموز کو تفسیرِ اشاری سے معنون کیا جاتا ہے۔ اس تفسیرِ اشاری کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے امام سیوطی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ تحریر فرماتے:

وقال الشيخ تاج الدين بن عَطَاءِ اللهِ فِي كِتَابِهِ لَطَائِفِ الْمِنَنِ :اعْلَمْ أَنَّ تَفْسِيرَ هَذِهِ الطَّائِفَةِ لِكَلَامِ اللهِ وَكَلَامِ رَسُولِهِ بِالْمَعَانِي الْعَرَبِيَّةِ لَيْسَ إِحَالَةً لِلظَّاهِرِ عَنْ ظَاهِرِهِ وَلَكِنَّ ظَاهِرَ الْآيَةِ مَفْهُومٌ مِنْهُ مَا جَلَبَتِ الْآيَةَ لَهُ وَدَلَّتْ عَلَيْهِ فِي عُرْفِ اللِّسَانِ وَثَمَّ أَفْهَامٌ بَاطِنَةٌ تُفْهَمُ عِنْدَ الْآيَةِ وَالْحَدِيثِ لِمَنْ فَتَحَ اللهُ قَلْبَهُ وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ لِكُلِّ آيَةٍ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْ تَلَقِّي هَذِهِ المعاني منهم أن يَقُولَ لَكَ ذُو جَدَلٍ وَمُعَارِضَةٍ هَذَا إِحَالَةٌ لِكَلَامِ اللهِ وَكَلَامِ رَسُولِهِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِإِحَالَةٍ وَإِنَّمَا يَكُونُ إِحَالَةً لَوْ قَالُوا: لَا مَعْنَى لِلْآيَةِ إِلَّا هَذَا وَهُمْ لَمْ يَقُولُوا ذَلِكَ بل يقرؤون الظَّوَاهِرَ عَلَى ظَوَاهِرِهَا مُرَادًا بِهَا مَوْضُوعَاتُهَا وَيَفْهَمُونَ عَنِ اللهِ تَعَالَى ما أفهمهم۔[14]

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اپنی کتاب لطائف المنن میں بیان کیا ہے معلوم رہے کہ جو صوفیّہ نے کلامُ اللہ اور قولِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جو تفسیر غریب معانی کے ساتھ کی ہے وہ اس طرح تفسیر ہر گز نہیں جس کے ساتھ ظاہر قرآن و حدیث کو اس کے ظاہری مراد سے پھیر دیا ہو لیکن بات یہ ہے کہ آیت کے ظاہر سے وہی امر مفہوم ہوتا ہے جس کیلئے وہ آیت لائی گئی ہے اور جس پر اس آیت نے زبان کے عرف میں دلالت کی ہے اور اس کے بعد آیت اور حدیث کے باطن کی سمجھ انہی لوگوں کے فہم میں آتی ہے جن کا قلب خدائے پاک نے کھول دیا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ ہر ایک آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی فضول مناظرہ اور معارضہ کرنے والے کا یہ قول صوفیّہ کہ ایسی تفسیریں کلام اللہ اور کلامِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا احالہ کر دینے والی ہیں تم کو ان بزرگوں سے اس طرح کے معانی کی تعلیم حاصل کرنے سے روک نہ دیں۔ اس واسطے کہ ان کا بیان احالہ نہیں ہوتا۔ البتہ اگر وہ لوگ یہ کہتے کہ آیت کے اس کے سوا اور کوئی معنیٰ ہی نہیں ہیں تو بے شک وہ تفسیر احالہ ہو جاتی لیکن انہوں نے ایسی بات کہیں بھی نہیں کہی ہے بلکہ وہ ظواہر کو ان کے ظاہر ہی کے مطابق پڑھتے اور ان سے انہی ظواہر کے موضوعات مراد لیتے ہیں پھر اس کے بعد اور جو کچھ اللہ پاک انہیں سمجھاتا ہے اس کو بھی سمجھتے ہیں۔

محققین پر یہ بات واضح ہے کی صوفیّہ کے تفسیری استنباط و استخراج ظاہر قرآن کے خلاف نہیں ہوتے، اگر ہوں تو وہ نکات قابل قبول نہیں ہوں گے۔

6۔ طب روحانی

آپ جسم کی امراض کی طرح قلب و روح کی امراض کی دوا بھی قرآن سے حاصل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے:

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ثُمَّ زَادَ عَلَى طِبِّ الْأَجْسَامِ بِطِبِّ الْقُلُوبِ وَشِفَاءِ الصُّدُورِ۔[15]

CC BY

وہ قولہ تعالیٰ شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ "ہے۔پھر اجسام کے علم طب پر قرآن نے طبِ قلوب کے علم کا اضافہ کیا اور قولہ تعالٰی شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ کو اس پر دلیل بنایا ہے۔

اپنے اس قول کی توضیح وتشریح کرنے اور تائید کے طور پر امام ابن تین ﷫ کا قول درج فرماتے ہیں کہ معوذات کے دم کرنے سے جسمانی وروحانی امراض سے شفاء ملتی ہے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ ابْنُ التِّينِ :الرُّقَى بِالْمُعَوِّذَاتِ وَغَيْرِهَا مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى هُوَ الطِّبُّ الرُّوحَانِيُّ إِذَا كَانَ عَلَى لِسَانِ الْأَبْرَارِ مِنَ الْخَلْقِ حَصَلَ الشِّفَاءُ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَمَّا عَزَّ هَذَا النَّوْعُ فَزِعَ النَّاسُ إِلَى الطِّبِّ الْجُثْمَانِيِّ۔قُلْتُ :وَيُشِيرُ إِلَى هَذَا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" :لَوْ أَنَّ رَجُلًا مُوقِنًا قَرَأَ بِهَا عَلَى جَبَلٍ لَزَالَ۔[16]

ابن التین نے کہاہے کہ معوذات وغیرہ خدا تعالی کے ناموں سے جھاڑ پھونک کرنا ہی روحانی طب ہے جس وقت کہ یہ بات خلق کے نیک لوگوں کی زبان سے ہو تو بحکم الہی شفا حاصل ہوتی ہے اور جب کہ اس نوع میں دستیاب ہونا دشوار ہوتا ہے تو اس وقت لوگ مجبور اطب جسمانی کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ اگر اس کو کوئی موقن (صاحب یقین) آدمی پڑھ کر پہاڑ پر دم کردے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے یعنی یہی بتاتا ہے کہ خدا کے پاک بندوں کی ہی زبان سے ایسی جھاڑ پھونک میں اثر پیدا ہوتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ دم کرنا برحق ہے ساتھ میں یہ بھی واضح ہوا کہ کلام اللہ کی تاثیر برحق مگر پڑھنے والے کا صاحب یقین ہوا بھی ضروری ہے۔

7۔وجہ تسمیہ: قلب القرآن

سورۃ یسین قلب قرآن ہے اس حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ :

قَالَ فِي حَدِيثِ : قَلْبُ الْقُرْآنِ يس وَقَالَ النَّسَفِيُّ :يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ هَذِهِ السُّورَةَ لَيْسَ فِيهَا إِلَّا تَقْرِيرُ الْأُصُولِ الثَّلَاثَةِ الْوَحْدَانِيَّةُ وَالرِّسَالَةُ وَالْحَشْرُ وَهُوَ الْقَدْرُ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِالْقَلْبِ وَالْجَنَانِ وَأَمَّا الَّذِي باللسان وبالأركان فَفِي غَيْرِ هَذِهِ السُّورَةِ فَلَمَّا كَانَ فِيهَا أَعْمَالُ الْقَلْبِ لَا غَيْرَ سَمَّاهَا قَلْبًا وَلِهَذَا أَمَرَ بِقِرَاءَتِهَا عِنْدَ الْمُحْتَضِرِ لِأَنَّ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ يَكُونُ اللِّسَانُ ضَعِيفَ الْقُوَّةِ وَالْأَعْضَاءُ سَاقِطَةً لَكِنَّ الْقَلْبَ قَدْ أَقْبَلَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَرَجَعَ عَمَّا سِوَاهُ فَيُقْرَأُ عِنْدَهُ مَا يَزْدَادُ بِهِ قُوَّةً فِي قَلْبِهِ وَيَشْتَدُّ تَصْدِيقُهُ بِالْأُصُولِ الثَّلَاثَةِ انتهى۔[17]

اور نسفی نے کہاہے کہ یہاں یہ کہا جانا بھی ممکن ہے کہ اس سورۃ میں بجز اصول ثلاثہ یعنی وحدانیت، رسالت اور روز محشر کے بیان اور کوئی بات نہیں ہے اور یہی وہ مقدار ہے جس کا تعلق قلب اور دل کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو کہ زبان اور ارکان (اعمال) سے تعلق رکھتی ہیں ان کا بیان اس سورۃ کے علاوہ اور سورتوں میں آیا ہے۔ غرضے کہ ان تینوں میں اعمال

CC BY

قلب ہی کے مذکور ہونے اور کسی دوسری بات کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام قلب قرآن رکھا ہے۔اسی سبب سے جان کنی کے وقت اس کے پڑھنے کا حکم دیا کیونکہ اس وقت میں زبان کی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور اعضاء ساقط ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن قلب خدا تعالی کی طرف متوجہ اور ان کے ماسواء سے برگشتہ ہوا کرتا ہے اور اسی مناسبت سے ایسے وقت میں یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے۔ تاکہ انسان کے قلب کی قوت زائد ہو جائے اور اس کی تصدیق اصول ثلاثہ کے ساتھ بڑھ جائے۔

اس عبارت میں اعمالُ القلوب کی اصطلاح استعمال کی گئی یہ ان معلوم و مشہور اصطلاحات میں سے ہے جو تصوف کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔

8۔وجہ تسمیہ:ذوالقرنین

دیگر مقامات کے علاوہ ایک مقام پر حضرت ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے :

وَمِنْهَا ذُو الْقَرْنَيْنِ وَاسْمُهُ إِسْكَنْدَرُ (الی آخرہ) وَقِيلَ لِأَنَّهُ أُعْطِيَ عِلْمَ الظَّاهِرِ وَعِلْمَ الْبَاطِنَ۔[18]

از آں جملہ ذوالقرنین بھی ہیں۔ان کا نام اسکندر تھا۔۔۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے علم ظاہر اور علم باطن دونوں علوم عطا ہونے کی وجہ سے یہ لقب ملا۔اور اس کے نور اور ظلمت دونوں میں داخلہ کو بھی اس لقب کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

9۔مستفاد کتبِ تصوف اور صوفیّہ

امام جلال الدین کے صوفیانہ ذوق کی عکاسی اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے کئی صوفیہ کے اقوال کو بطور استدلال و استشہاد نقل کیا ہے۔ محقق نے جب "الاتقان فی علوم القران" پر تحقیق کی تو مصادرِ تصوف کو استعمال کیا۔ان صوفیہ کے اَسماء اور فہرست کتب درج ذیل ہے:

(الف) اَسماء صوفیّہ

صوفیّہ جن کا ذکر یا جن کے اقوال کو الاتقان فی علوم القرآن میں لیا گیا ان کی تعداد زیادہ، منتخب صوفیّہ کے اَسماء، مختصر تعارف ذیل میں پیش ہے۔

1) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م:110ھ)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ آپ کے ذریعے تمام سلاسل تصوف کا ربط حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بنتا ہے۔ مقدمین محدثین کی اکثریت سماع کے قائل نہیں تھے امام جلال الدین سیوطی نے پہلے دفع اس پر قلم اٹھایا۔

OPEN ACCESS

حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے فیض کا بیان تقریبا تمام سلاسل پر لکھی گئی کتب میں موجود ہے، تاہم چند اختصاصی کتب بھی اس عنوان کے پر لکھی گئی ہیں۔[19]

2) عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م:181ھ)

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو خود صاحبِ زہد اور صاحبِ کتاب الزہد و الرقائق ہیں جو کہ مطبوعہ ہے۔ اردو میں بھی کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ آپ امیر المومنین فی الحدیث کے نام سے عند المحدثین مشہور ہیں۔ کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ان کے احوال پر کتب تراجم اور اسماء الرجال کے علاوہ میں کتبِ تصوف میں بھی ذکر ملتا ہیں۔ چند اختصاصی کتب بھی ہیں۔[20]

3) اَبو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (م:430ھ)

حضرت امام اَبو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ پانچویں صدی کے بزرگ ہیں۔ حدیث میں آپ کا بہت بلند مقام ہے۔ کئی محدثین نے آپ کو طبقات الحفاظ میں ذکر کیا ہے اور تاج المحدثین کے لقب لکھا۔ تصوف کے حوالے سے آپ کی کتابیں موجود ہیں کتاب الریاضتہ والادب وغیرہ کتب مگر ان میں سے ایک بہت ہی مشہور و مطبوع ہے، جس کا نام حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ہے۔[21]

4) اَبو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ (م:465ھ)

حضرت عبد الکریم بن ہوازن القشیری المعروف امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ جلیل القدر ائمہ حدیث و تصوف میں سے ہیں، کتب احادیث کے راوی، صاحب تفسیر، مسند محدث اور مشہور زمانہ کتاب الرسالہ کے مصنف ہیں۔ یہ تصوف کی اوائل زمانے میں لکھی گئی کتب میں سے معروف اور متداول کتاب ہے جس کی کئی شروح بھی لکھی گئی۔ اس کتاب کی شروح عرب و عجم میں عربی، اردو اور فارسی میں تحریر کی گئی ہیں، اختصارات و حواشی الگ ہیں۔ آپ کے احوال کتب اسماء الرجال میں تو موجود ہیں ہی، خاص احوال / فکر و فن پر بھی لکھی گئی ہیں۔[22]

5) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م:505ھ)

امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی کے ان ائمہ دین میں سے ہیں جنھوں دین کی جامع تعبیر و تشریح پیش کی، ہر جہت و پہلو پر تصانیف یادگار چھوڑیں، کتب کی تعداد سینکڑوں میں ہے، اس کے ساتھ ہی آپ نے تصوف پر بھی کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں احیاء علوم الدین، مکاشفۃ القلوب، کیمیائے سعادت مشہور و متداول ہیں، تاہم کتب کی فہرست بھی دیگر درجن بھر کتابیں بھی شامل ہیں۔ آپ کے احوال و آثار پر اردو، عربی، فارسی، انگلش میں بلخصوص و دیگر زبانوں میں بلعموم متعدد کتب لکھی گئی ہیں۔[23]

6) امام اَبو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م:656ھ)

حضرت امام اَبو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جید اولیاء کرام علماء عظام اور صاحب کرامت بزرگوں میں سے تھے۔ آپ سلسلہ شاذلیہ کے بانی تھے۔ آپ کا طریق طریق جنیدیہ ہے، اس سلسلہ طریقت میں کئی جید محدثین شامل ہیں جن میں ایک امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور آپ نے اس سلسلہ کے بارے ایک کتاب تائیید الحقیقۃ العلیۃ و تشیید الطریقۃ الشاذلیہ بھی تحریر فرمائی ہے۔ یہ کتاب جہاں تصوف کی عملی و نظری مباحث کو زیر بحث لاتی وہیں سلسلہ شاذلیہ کے حوالے سے بھی جامع اور مربوط ترین معلومات فراہم کرتی ہے[24]۔

7) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م:676ھ)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کے شارح اور جلیل القدر امام حدیث و فقہ، مصنف کتب کثیرہ، صاحب کرامت اولیاء کرام میں سے تھے۔امام سیوطی نے آپ کا شمار حفاظ حدیث میں فرمایا ہے۔کتب تراجم کے علاوہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المنہاج السوی بھی موجود ہے[25]۔خاص احوال پر بھی کتب موجود ہیں۔[26]

8) امام ابن أبي الفضل المرسی رحمۃ اللہ علیہ (م:686ھ)

امام ابن أبي الفضل المرسی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ شاذلیہ کے بزرگوں میں سے، صاحب کرامت وصاحب ولایت تھے۔انہی کے ذریعے شاذلیہ سلسلہ کو مصر میں مقبولیت حاصل ہوئی۔اپ کے کئی ساری کرامات اور احوال کو امام جلال الدین سیوطی نے تنویر الحلک میں نقل فرمایا ہے۔دیگر کتب میں تفصیلی احوال درج ہیں۔[27]

9) ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ (م:709ھ)

حضرت امام ابن عطاء سکندری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ شاذلیہ میں بیعت تھے۔آپ نہ صرف سلسلہ شاذلیہ کے فروغ میں اپنی گراں قدر خدمات دیں ہیں بلکہ اس سلسلہ کے مدون و مرتب بھی ہیں۔اپ کی کئی کتب ہیں، جن میں مشہور زمانہ کتاب لطائف المنن ہے جو تصوف کے مباحث پر مشتمل ہے۔[28]

10) علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م:728ھ)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام تھے۔عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ تصوف کے مخالف تھے مگر اپ کی کتب ورسائل کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگرچہ بعض مسائل پر اپ کی اراء مختلف ضرور رہے ہیں، لیکن بحیثیت مجموعی اپ تصوف کے منکر نہیں بلکہ مداحین میں سے ہیں۔حضرت علامہ ابن تیمیہ جلیل القدر ائمہ میں سے۔اپ کے تصوف کے موضوع کتب پر بھی کتب موجود ہیں۔[29]

11) ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (م:751ھ)

حضرت علامہ ابن قیم امام ابن تیمیہ کے جلیل القدر شاگردوں میں سے شامل ہیں۔کتب تصوف میں روضۃ المحبین، اغاثۃ اللھفان کے علاوہ ، آپ منازل السائرین جو کہ تصوف پر لکھی جانے والی اوائل کتب ہے، کے شارح ہیں، آپ کی شرح کا نام مدارج السالکین ہے جو تصوف کے مضامین ومباحث پر مشتمل ہے۔[30]

حوالہ جات

---

[1]۔امام جلال الدین سیوطی کے احوال و آثار کے لئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

i. سیوطی ،عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین ،کتاب التحدث بنعمتہ اللہ،مصر،الشرکہ الدولیہ للطباعہ،2003ء

ii. داودی،شمس الدین محمد بن علی،ترجمۃ العلامۃ السیوطی،دار اللباب،بیروت،لبنان،1443

iii. الطباع،ایاد خالد،الامام الحافظ جلال الدین السیوطی،معلمہ العلوم الاسلامیہ،دار القلم ،دمشق،1417ھ

iv. حمودہ،طاہر سلیمان،جلال الدین السیوطی عصرہ و حیاتہ و آثارہ و جہودہ فی الدرس اللغوی،بیروت،المکتب الاسلامیہ،1410ھ

v. عبدالحلیم چشتی، تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطی، کراچی، الرحیم اکیڈمی، 1421ھ

[2] ۔سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین ،الاتقان فی علوم القرآن، محقق :فواز احمد زمرلی، بیروت :دار الکتاب العربی ،2011ء،ص:6

[3] ۔ سورۃ ال عمران:7-8

[4] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص:477

[5] ۔ایضاً

[6] ۔امام جلال الدین سیوطی کے احوال و آثار کے لئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

vi. سیوطی ،عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین ،کتاب التحدث بنعمتہ اللہ،مصر،الشرکہ الدولیہ للطباعہ،2003ء

vii. داودی،شمس الدین محمد بن علی،ترجمۃ العلامۃ السیوطی،دار اللباب،بیروت،لبنان،1443

viii. الطباع،ایاد خالد،الامام الحافظ جلال الدین السیوطی،معلمہ العلوم الاسلامیہ،دارالقلم ،دمشق،1417ھ

ix. حمودہ،طاہر سلیمان،جلال الدین السیوطی عصرہ و حیاتہ و آثارہ و جہودہ فی الدرس اللغوی،بیروت،المکتب الاسلامیہ،1410ھ

x. عبدالحلیم چشتی، تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطی، کراچی، الرحیم اکیڈمی، 1421ھ

[7] ۔سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین ،الاتقان فی علوم القرآن، محقق :فواز احمد زمرلی، بیروت :دار الکتاب العربی ،2011ء،ص:6

[8] ۔ سورۃ ال عمران:7-8

[9] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص:477

[10] ۔ایضاً

[11] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص:866

[12] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص:878

[13] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص:728

[14] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن ، ص: 874

[15] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص:728

[16] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص: 828

[17] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص: 812-813

[18] ۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن، ص: 764

[19] ۔مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

i. سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر،اتحاف الفرقہ برفع الخرقہ مشمولہ،مجموع من رسائل سیوطی،دار الکتب العلمیہ بیروت:لبنان،طبع اولی 2003ء۔

ii. قادری، ڈاکٹر طاہر، القول القوی فی سماع الحسن عن علی، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، اشاعت دوم، فروری 2009ء

[20] حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے احوال پر کتب تراجم واسماء الرجال کے علاوہ اختصاصی کتابیں بھی ہیں جیسے کہ:

- محمد عثمان جمال، عبد اللہ بن مبارک الامام القدوۃ،دار القلم ،دمشق:مصر الطبعۃ الرابعۃ،1998ء

[21] عبد الرشید عراقی، مجلہ، ماہنامہ محدث، امام ابو نعیم اصفہانی اور ان کی علمی خدمات جلد 20، عدد 9، اپریل 1990ء

[22] ۔ابراہیم بسیونی،الامام القشیری حیاتہ و تصوفہ و ثقافتہ،مکتبہ الآداب،القاہرہ:مصر الطبعۃ الاولی،1992ء

23-مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

i. غزالی،محمد بن محمد،المنقذ من الضلال و المفصح بلاحوال،دار المنہاج:بیروت،لبنان،سن اشاعت،2015ء

ii. علی محمد الصلابی،امام غزالی مجدد سده ی پنجم زندگی، آثار و افکار او،مترجم ستار آیینه پور،انتشارات کردستان۔ایران،سن اشاعت،1963ء

iii. علامہ شبلی نعمانی،الغزالی،اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور،پاکستان،سن اشاعت ن د

iv. سید ابوالحسن علی ندوی،امام غزالی،دعوۃ اکیڈمی،اسلام آباد،اشاعت اول،2011ء

24 مامون غریب،ابو الحسن شاذلی حیاتہ، تصوفہ ،تلامیذہ و اورادہ،دار غریب للطباعۃو النشر و التوزیغ،قاہرہ مصر،2000ء

عبد الحلیم محمود،الدکتور،المدرسۃ الشاذلیہ الحدیثۃ و امامھا ابو الحسن الشاذلی،دار الکتب الحدیثۃ،القاہرہ،مصر، سن اشاعت ن د

25 سیوطی، عبد الرحمن بن ابوبکر، المنہاج السوی فی ترجمۃ الامام النووی،محقق احمد شفیق دمج، دار ابن حزم، بیروت:لبنان، الطبعۃ اولی،1988ء

26 عبد الغنی الدقر،الامام النووی شیخ الاسلام و المسلمین،و عمدۃ الفقہاء و المحدثین،دار القلم :دمشق مصر،الطبعۃ الرابعۃ،1994ء

27 عبد الحلیم محمود،الدکتور،قضیۃ التصوف المدرسہ الشاذلیہ،دار المعارف:القاہرہ ،مصر،الطبۃ الثالثۃ،سن اشاعت ن د،ص 175 تا 278

28 ایضا

29 بنانی،الدکتور احمد بن محمد، مؤقف الامام ابن تیمیہ من التصوف و صوفیّۃ،دارطیبۃ الخضراء،مکۃ المکرمۃ،السعودیہ،الطبعۃ الثاثۃ،2005ء

30 شرف الدین،الدکتور عبد العظیم عبد السلام، ابن قیم عصرہ و منہجہ و آراؤہ فی الفقہ و العقائد و التصوف، کویت: دار الکتب،الطبعۃ الثالثۃ، 1984ء